



سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳ے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشان

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے }ایڈیٹر انچیف
عنکلے وارث روڈ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب }اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب }مینجر
ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور

خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے بنام ایڈیٹر زارسال فرما کر مشکور فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۴ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۸ جنوری ۱۹۲۶ء | نمبر ۲

لائل پور چرچ پلپٹ

تو کہاں ہے پیدائش ۳/۹

ہمیں افسوس ہے کہ قیمتی مضمون نور و زنمبر میں نہ دے سکے۔ دیری میں ملا تھا تو بھی نئے سال کے پہلے ہفتے میں نذر ناظرین ہے۔ نہایت قیمتی خیالات کا مجموعہ ہے۔ آپ غور سے پڑھیں اور فائدہ اُٹھائیں۔ ایڈیٹر

ابتدائی آفرینش ہے۔ ہماری یہ دُنیا اپنے خالق کے ہاتھ سے ابھی تازہ ہی بن کے نکلی تھی اور جیسا اس کے خالق نے کہا تھا بہت اچھی تھی۔ صدیوں کے گرد وغبار نے ابھی اس کے رنگوں کو مدھم نہیں کیا تھا۔ فطرت میں ایک قسم کی تازگی تھی۔ کھیتوں اور میدانوں کی نباتات پھل دار درخت اور پھولوں کی کیاریاں ہی نظر آتی تھیں۔ اونٹ کٹارے اور خاردار جھاڑیاں نام کو نہ تھیں۔ ہر قسم کے حیوانات پرند اور چرند بے کھٹکے ایک دوسرے سے مانوس تھے۔ اس نوپیدہ دُنیا میں حضرت آدم ہی کا اکیلا خاندان تھا۔ آدم اور حوا دونوں میاں بیوی حالتِ معصومیت میں باغ عدن کے درمیان ایک نرالی چین و سکھ کی حالت میں دن گذارتے تھے۔ روزینہ کی روٹی کے لئے پسینہ بہانا نہیں پڑتا تھا۔ کل کی فکر دامنگیر نہیں تھی۔ ساری فطرت کے اسباب و وسائل کی سرداری میسر تھی۔ اس خوبصورت اور پُرامن باغ میں ایک دوسرے کی صحبت اور اپنے خالق کی رفاقت میں زندگی بسر ہوتی تھی۔

مگر افسوس شیطان لعین اس حالت کو دیکھ نہ سکا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ خالق اور مخلوق ایک دوسرے کی پاک رفاقت کا مزہ اُٹھائیں۔ نہایت مکاری اور ہوشیاری سے آیا۔ حوا جیسی بھولی بھالی جان میں آنکھوں کی معرفت خواہش کو بھڑکا گیا۔ اس کے سادے سے دل میں لالچ کا بیج بو گیا۔ آدم اور حوا کا ایک دوسرے پر بھروسہ تھا۔ شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ تھی۔ خاوند نے بیوی کی بات مان لی۔ اس ثمرِ ممنوع میں سے کھا لیا۔ پس آن کی آن میں نقشہ بدل گیا۔ اس رنگ میں بھنگ اور اس امن میں خلل پڑ گیا۔ جھوٹی شرم سی آنے لگی۔ دل میں ایک قسم کا ڈر بیٹھ گیا۔ اردگرد کی حالت میں غربت اور بیگانگی محسوس ہونے لگی۔ سراسیمہ بھاگتے ہیں۔ اور گھنے درختوں کی آڑ میں ایک دوسرے سے چھپنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب خدا نے وہ سوال کیا جو ہمارے سرمن کی آیت میں ہے۔ تو آدم نے جھاڑیوں میں اپنے آپ کو چھپایا +

یہ سوال آدم کی زندگی کی تاریخ کے ایک نہایت ہی نازک وقت میں کیا گیا تھا وہ حقیقی آرام و چین کا زمانہ گذر گیا۔ . . ایک نیا دور شروع ہے اور خدا اس سے پوچھتا ہے "تو کہاں ہے"۔ ناظرین کے لئے یہ سوال ایک اہم سوال ہے اور آج جبکہ ہم اور آپ اپنی زندگی میں ایک اور سال گذرا ہوا اور ایک نیا سال شروع ہوتا ہوا دیکھتے ہیں نہایت ضروری ہے کہ یہ سوال اپنے آپ سے پوچھیں اور اس کا جواب دیں اور معلوم کریں کہ اس سال کے آخر میں آپ کی روحانی حالت کیسی ہے۔ اپنی زندگی کی مسافرت میں کس منزل تک پہنچے ہو۔ خدا کے ساتھ تمہارے شخصی تعلق کا کیا حال ہے۔

یہ سوال خدا خود کرتا ہے۔ یہ وہی وقت تھا جب ٹھنڈے میں خدا آپ نیچے اُتر آیا کرتا تھا اور حضرت آدم کو اپنی رفاقت کا حظ اُٹھانے دیا کرتا تھا۔ آج بھی خدا ویسی ہی محبت اور توقع سے اُترتا مگر آدم کی حالت دگرگوں ہے۔ وہ چھپا ہوا تھا۔ پر خدا پُر محبت الفاظ میں پکارتا ہے کہ "اے آدم تو کہاں ہے"۔ خدا آج بھی ویسی محبت سے مجھے اور آپ کو پکارتا ہے۔ اگرچہ سال گذشتہ میں آپ بے پروا ہو گئے۔ محبت میں فرق آگیا شیطان نے پھسلا لیا۔ آزمائشوں میں مغلوب ہو گئے خدا کی قربت اور مسیح کی رفاقت کا مزہ کھو بیٹھے۔ پر آج خدا اسی اُمل محبت اور بے بدل نیت سے مجھ کو اور آپ کو پکارتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم اپنی حالت کو پہچانیں۔ اور دیکھیں کہ ہم کہاں ہیں۔

چاہئے تو تھا کہ آدم اپنی لاچاری اور بے کسی کی حالت میں خود چلا اُٹھتا کہ اے خدا تو کہاں ہے۔ مگر مُشکل یہ ہے کہ گناہ ہمیں لاچار کرتا۔ سنگا کرتا۔ یہاں تک کہ ہم آنکھ چُراتے اور چھپنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بزدل بنا دیتا اور ہم پر ایسی حالت طاری کر دیتا کہ ہم کو اپنی حالت کی آگاہی نہیں رہتی۔ گناہ ہماری اصلی حالت پر پردہ ڈال دیتا ہو اور بجائے خدا کی طرف جانے کے ہم اس سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ناظرین میں سے کوئی ایسا ہو تو جو اپنے آپ میں اس غفلت اور روحانی موت کو محسوس کرتا ہے وہ اپنے ٹھنڈے وقت میں یعنی دم پیشتر اس سے کہ آپ کے بال بچے یار وزمرہ کی دوڑ دھوپ آپ کے چین میں مخل ہو خدا کی پیاری آواز کو سُنے اور اپنی حالت کو بہتر بنائے۔

ہم میں سے بعض شاید کسی خاص گناہ میں بھی پڑے نہ ہوں۔ نہ ہی کسی بُری عادت سے مغلوب ہوں۔ مگر محسوس کرتے ہوں کہ آپ خدا کی رفاقت میں کافی وقت صرف نہیں کرتے۔ روزمرہ کی خدمت کی تگ ودو علی الصباح ہی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ آواز ان سب کیلئے بھی ہے جو کھو گئے ہوں۔ خدا آپ کو تلاش کرتا اور پوچھتا ہے کہ آپ کہاں ہیں۔ صبح ہی خدا سے ملاقات کا وعدہ تھا۔ مگر آپ کو حقہ و چائے کی پڑ گئی۔ شاید دورے کے لئے موٹر اور ٹانگے کا بندوبست کرنا پڑا۔ خانگی کاروبار میں مصروف ہو گئے اور خدا کی صحبت سے محروم رہے،

ایک باپ کی اکلوتی بیٹی تھی جسکو وہ بہت پیار کرتا تھا۔ ہمیشہ سیر وغیرہ پر اُس کو ساتھ لے جاتا تھا۔ دونوں آپس میں نہایت محبت کرتے تھے۔ مگر چند دنوں سے باپ نے دیکھا کہ اس کی لڑکی کچھ علیحدہ رہتی ہے اس کے ساتھ سیر وغیرہ جانے میں کوئی نہ کوئی عذر کر دیتی ہے آخر باپ کا جنم دن آیا۔ لڑکی نے ایک خوبصورت سلیپر باپ کو انعام دی۔ لڑکی نے خود اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔ تب باپ کو معلوم ہوا کہ میری بیٹی میرے لئے سلیپر بنانے میں مشغول رہی ہے۔ پر باپ کو زیادہ بات پسند تھی کہ وہ اُس کی محبت میں رہتی۔

یہ آواز ہمیں اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ ہم اپنی حالت کا اندازہ لگائیں۔ اپنے روحانی نفع و نقصان کا حساب کریں۔ معلوم کریں کہ اس سال گذشتہ میں ہم کن کن روحانی منازل تک پہنچے ہیں۔ کونسی برکاتِ روحانی سے بہرہ ور ہوئے۔ ٹھیک جس طرح دوکاندار سال کے آخر میں اپنے نفع و نقصان کا حساب کرتے ہیں آج نوروز ہے۔ لوگ اپنے دنیوی کاروبار میں ترقی کو کئی طرح سے ناپتے ہیں۔ کسی نے کوئی مکان خریدا ہے کسی نے کاروبار میں اور روپیہ لگایا ہے وغیرہ۔ آپ نے روحانی خدمت میں کونسی خاص بات کی ہے۔ کاش کہ ناظرین اس سال کے شروع میں ان چیزوں کو جو پیچھے رہ گئیں چھوڑ کر اس مقصد کی طرف بڑھتے جائیں اور اپنی حالت کا اندازہ اس سوال سے لگاتے جائیں کہ تو کہاں ہے

وزیر چند

یوم سعد مبارک ہو

ازقلم ماسٹر گلزار مسیح قمر بٹالوی

نرالا روپ چھایا ہے جو دیکھا اب کے گلشن میں
اشارے ہو رہے ہیں نرگس و شمشاد و سوسن میں
وہ طائر خوشنوا کچھ انجمن میں سایہ افگن ہیں
فضا میں باغ کے غنچے عنادل چہچہا زن ہیں
رفیق و مونس گلشن ہمیں نغمہ سناتے ہیں
شاہنشاہ دو عالم باغ میں تشریف لاتے ہیں
مسیحا شافعی دونوں جہاں ہے حق گردانو
اُسی کو مقتدر جانو اور اسکو مفتخر مانو۔
اسی شافعی کی آمد پہ جہاں میں بزم رقصاں ہو
نثار اس بزم رقصاں پہ بہارستانِ رضواں ہے
بلائیں لے رہے ہیں لالہ و گل سرو رعنا کی
کہ حیرت بڑھ رہی ہے دیکھ کر چشم تمنا کی
چمن میں آمدِ عیسےٰ پہ کیا بزمِ چراغاں ہے
کہ برگ و بار عکس آتش گل سے فروزاں ہے
قمر جب باغ میں سرِ گل مسیح کا ایسا شیدا ہو
اُمنگِ دید کیونکر نہ ہمارے دل میں پیدا ہو

کٹے ہوئے سروں کی نمائش

کنٹن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ مارشل شانگ سو لین کے لڑکے نے جاپانی قونصل سے درخواست کی وہ سن من تو کے جاپانیوں کو حکم دے کہ وہ کو نسک لنگ کے ان آٹھ سول افسران کو اس کے حوالہ کر دیں جنھوں نے جاپانیوں کے ہاں جا کر پناہ لی ہے مگر قونصل جنرل نے اس سے انکار کر دیا۔

مکڈن میں شانگ مولنگ کی افواج نے کوسنگ لنگ اور اُسکی عورت دونوں کے سر کاٹ کر انکی پبلک نمائش کی جسکے خلاف جاپانیوں نے پروٹسٹ کیا۔

نور افشاں

مطبوعہ ۸ جنوری ۱۹۲۶ء

بائبل کا دنیا کی آٹھ سو زبانوں میں ترجمہ

ہم معاصر آریہ مسافر آگرہ کے شکرگذار ہیں کہ اُس نے کسی نہ کسی وجہ سے عنوان مافوق کی ذیل میں بائبل مقدس کے ترجموں کا بیان فرمایا ہے جو ناظرین نور افشاں کے لئے ازحد مفید ہونے کے خیال سے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ اس بیان کو پڑھکر کون سلیم العقل انسان ہوگا جو بائبل کے عالمگیر کتاب ہونے کا اعتراف نہ کریگا۔ ایڈیٹر۔

(انجیل کو کرۂ ارض کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کیلئے عیسائیوں کی سرتوڑ کوششیں)

لنڈن کا ہفتہ وار اخبار ٹٹ بٹس رقمطراز ہے کہ ریورینڈ ڈاکٹر ایچ ۔ ڈبلیو ۔ ایم۔ اے سکریٹری برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لنڈن اور صدر دیسیل کانفرنس نے دورانِ ملاقات میں کہا کہ اس مشن کی خصوصیت یہ ہے کہ نئے عہدنامہ کے پہلے ترجمہ کو جسکو چار سو سال گذرے ہیں کیونکہ اصلی یونانی زبان سے اسکو ادل ولیم ٹنڈیل نے ترجمہ کیا جس کا بت ویمبلے گارڈن میں نصب ہے۔

دنیا میں انجیل کی حیران کن بکری

ویمبلے نمائش میں بائبل کے متعلق کرۂ ارض کا ایک نقشہ ہے جو سرخ رنگ کی لکیروں کی شکل میں بائبل جن زبانوں میں چھپی ہے۔ ان کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ واقعات کی بناپر تیار کردہ نقشہ اس امر کو روشنی میں لاتا ہے کہ یہ الہامی کتاب ۸۳۵ زبانوں میں پڑھی جاتی ہے۔ جن میں سے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی ۵۷۳ زبانوں میں ترجمہ مہیا کرتی ہے ۱۹۲۳ء میں اس سوسائٹی نے تیسری دفعہ ۲۰ سالوں میں ایک کروڑ بائبل کی جلدیں جاری کیں۔ گذشتہ سال ۱۰۰۴۰۵۷۵ بائبل کی جلدیں فروخت ہوئیں ۱۹۲۳ء میں بائبل کی بکری اس سے بھی بڑھ گئی اور اس تعداد سے ۱۵۰۰۰۰ جلدیں زیادہ فروخت ہوئیں۔ یہہ سوسائٹی ۱۸۰۴ء میں قائم ہوئی اور اس نے ۳۵۵۳۲۰۷۲۱ بائبل کی جلدیں جاری کیں۔ گذشتہ سال ہر دس کتابوں کی بکری پر تقریباً چار کتب مقدس چین میں فروخت ہوئیں۔ بائبل کے مستند انگریزی ترجمہ میں ۷۷۳۴۴۶ الفاظ اور ۵۶۶۴۸۲ فقرے ہیں غیرملکی اور غیرتحریر شدہ زبانیں سیکھنا لوہے کے چنے چبانے کے مقابل ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۴ء تک چھ زبانیں مروج ہوئیں یعنی میگو۔ تابنتھی۔ ڈاکریا۔ بامو۔ طاورنکی۔ تہاڈونگی اور جابیم غیرملکی زبان اور دور دراز کے علاقہ جات کی بولیوں پر عبور حاصل کرنے کے لئے عیسائی واعظوں کو مشکلات کے بحرِ ذخار کے اندر سے گذرنا پڑا ہے۔ ان علاقہ جات میں پہلے ایک مشنری جاتا ہے جو پہلے یہ بولی سیکھتا ہے اور تب اسے ضبط تحریر میں لاتا ہے۔ اسی طریقہ سے ایک خاتون جس نے اپنی زندگی بائبل کے پرچار کے لئے وقف کر رکھی تھی اور اس نے بیٹھنا، دوڑنا، کھڑا ہونا کے ہم معنی الفاظ سیکھ لئے لیکن اُسکی کسی ایسے لفظ تک رسائی نہ ہوئی جو اچھلنے اور کودنے کے مطلب کو ادا کرے۔ جس قسم کا لفظ وہ عورت ادا کرنا چاہتی تھی اسکو واضح کرنے کے لئے اُس نے زمین پر ایک لکڑی رکھ دی اور اُس پر سے کئی مرتبہ چھلانگ لگا کر گذری اور اپنے مافی الضمیر کو زیادہ واضح کرنے کے لئے وہ ایک صندوق پر چڑھ گئی اور اس پر سے نیچے چھلانگ لگائی۔ دیسی باشندے کمال مسرور اور شاداں ہوئے اور چلائے ٹوپی۔ اس خاتون نے اُچھلنے اور کودنے کے نقطے کے سامنے یہ لفظ نوٹ کر لیا۔ لیکن اس بولی پر عبور حاصل کرنے پر اس خاتون کو معلوم ہُوا کہ ٹوپی کے معنے۔۔۔۔ اچھلنے کے نہیں بلکہ پاگل کے ہیں۔

گذشتہ سال ارجنٹائن میں ۶۸ زبانوں میں بائبل فروخت ہوئی۔

ایران کے نئے بادشاہ کو مبارکباد

سر آغا خاں نے جن کے ایران میں بہت سے مرید ہیں نئے شاہ ایران کو سلطنت فارس کے تاریخی تخت پر جلوہ افروز ہونے کے موقعہ پر مبارکباد کا تار ارسال کیا ہے۔ جس میں اپنے مریدوں کی طرف سے بھی مبارکباد دی ہے۔ آغا خاں اس تار میں لکھتے ہیں۔ میں یہ دعا کرتا ہوں کہ حضور والا کی رہنمائی میں عظیم ایرانی قوم شاندار تہذیب دوبارہ حاصل کرے۔ (عام)

رنگون میں خوفناک آتشزدگی

رنگون کے ایک مکان میں جو کہ شہر کے مغربی حصہ میں واقعہ ہے سخت آگ لگ گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آدمی جان سے مر گیا۔ اور ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کا نقصان ہوا۔ مکان مذکور ایک چینی فرم کی ملکیت تھا کہا جاتا ہے کہ مالک مکان کا بھائی آگ لگنے کی خبر سنتے ہی اوپر کی منزل پر چلا گیا۔ لیکن وہ اُتر نہ سکا اور وہیں جلکر راکھ ہو گیا۔ (مدر)



ایک امریکن عیسائی کی خطرناک قربانی

ایسے جان دینے والے مجنوں ہی عیسائی مذہب پھیلا رہے ہیں

ہمعصر آریہ گزٹ مطبوعہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء عنوان بالا کی ذیل میں عیسائیوں کی جان نثاریوں سے اپنے آریہ بھائیوں کو جان نثار بننے کے سبق دیتا ہے اور ساتھ ہی عیسائی جان نثاروں کو مجنوں قرار دیتا ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ایسے مجنوں صرف انجیل بناتی ہے۔ آریہ گزٹ یا کوئی دوسری تحریر دنیا میں جان نثار لوگ پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ شرف یسوع مسیح اور اُس کی انجیل میں ہی وصف ہے۔ ایڈیٹر

ہندوستانی گوشت خوری اور سبزی خوری پر ہی جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور عدم تشدد کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے ہر وقت تشدد و پاترے رہتے ہیں عیسائی مشنری باوجود گوشت کھانے کے نہایت مہربان اور حلیم الطبع ہوتے ہیں اور کسی طرح آپ مسیح کی خاطر اپنی جان پر کھیلنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ہم ذیل میں ڈاکٹر بارلو کا تازہ واقع درج کرتے ہیں اور آریہ سماجیوں سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ ان میں بھی پنڈت رلا رام بجواڑیہ جیسے ایثار نفس انسان کثیر تعداد میں پیدا ہونگے تو آریہ سماج دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کریگا۔ کورے سدھانت وادی تو اپنے بھائیوں کا دل دکھانا ہی اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں۔ ایڈیٹر

مشنری سوسائٹی کے ڈاکٹر مسٹر بارلو نے ایک مریض کو بچانے کے لئے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا۔ مشن ہسپتال میں ایک چینی مریض تپدق کی مہلک مرض میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹر بارلو نے اس مریض کے معمولی سا اپریشن بھی خطرناک سمجھا۔ لیکن اس کے دوستوں کے اصرار پر آپ نے مریض کو بیہوشی کی دوا دی۔ لیکن وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ یعنے مریض کا سانس رُک گیا ہسپتال میں کوئی ر پالا ہتا (یعنی کھینچنے کا آلہ) نہیں تھا۔ آخر ڈاکٹر بارلو نے مریض کے لبوں کے ساتھ لب لگا دیئے جس سے مریض کو سانس آنا شروع ہوگیا۔ لیکن خود ڈاکٹر صاحب ایک سال کے بعد نیویارک میں تپدق کے مہلک عارضہ میں مبتلا ہوگئے۔ علاج معالجہ کے بعد آپ چین کو روانہ ہوگئے۔ وہاں پر آپ نے تپ دق کے جرمز کی پیدائش کے اسباب اور وہ جرمز کس طرح چین کے باشندوں کے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں۔ کھوج لگانی شروع کی جہاں آپ مقیم تھے وہاں لیبارٹری اور دیگر ضروری سامان نہیں تھا۔ اگر امریکہ میں یہ جرمز چلے جاتے تو ڈاکٹر لیبوریٹری میں ان تمام باتوں کو آسانی سے جانچ سکتا تھا۔ لیکن وہاں کے قوانین ایسا کرنیکی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آخر آپ نے ایک روز ہسپتال کے ایک مریض میں سے ۳۱ جرمز لے اور گھونگھیالی میں ڈالکر پی گئے۔ اور امریکہ چلے آئے اور وہاں پر اسباب کا پتہ لگایا کہ یہ جرمز ایک قسم کے خشک گھونگے میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو چینیوں کی پسندیدہ خوراک ہے ان کے کھانے سے ہی یہ اُنکے جسم میں داخل ہوجاتے ہیں۔ آپ کا ان جرمز کو پی جانا سخت خطرناک کام تھا لیکن آپ نے دوسروں کی خاطر اپنی عزیز زندگی کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ آپ نے یہ خطرناک کام کرتے ہوئے کسی کو نہیں بتلایا۔ یہاں تک کہ آپ کی بیوی کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکا۔

اچھوتوں کی نجات

ہم آریہ اخبارات و رسائل میں مطالعہ کرتے کرتے تھک گئے کہ

"سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ مظہر ہے کہ ہندوستان میں ۵ کروڑ سے کچھ زیادہ اچھوت ہیں ہم سنا کرتے ہیں کہ اچھوتوں کی تعداد سات کروڑ ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ باقی کے گھٹے اچھوت ہماری غفلت اور لاپروائی کا شکار ہوگئے ہیں۔ کیونکہ مسلم و عیسائی لاکھوں کی تعداد میں ان کو اپنے اندر شامل کر رہے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم ان کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔ ...... آپ ذرا عیسائیوں کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھیں۔ ۱۰ سال میں دس گنا زیادہ ہوئے ہیں۔ ان میں سے ۹۹ فی صدی اچھوت عیسائی بنے ہیں۔ پچھلے ۴۰ سال میں انہوں نے بہت ترقی کی ہے۔ کچھ فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) صوبہ آسام	۱۶۲۲ر۵	فیصدی ترقی
(۲) پنجاب	۱۱۳۴ر۳	〃
(۳) حیدر آباد	۳۶۰ر۲	〃
(۴) یوپی	۳۲۶ر۲	〃
(۵) ٹراونکور	۱۳۵ر۳	〃

اگر یہی حالت رہی تو سارے اچھوت عیسائی ہوجائینگے۔ عیسائیوں کے پاس ۲۱۸۰ ایڈیشنک موجود ہیں"۔ (آریہ گزٹ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء)

جب سے ہند کی تاریخ چلتی ہے۔ ہم کو یہی علم ہوتا ہے کہ اہل ہنود نے اصل باشندگان ملک کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور راکھشس چنڈال۔ دسیو۔ شودر۔ وغیرہ حقارت آمیز ناموں سے یاد کیا۔ اور آج تک ان بیچاروں سے ہر



طرح کی علیحدگی کا سلوک روا رکھا...ہے اور اگر مسلمان اور مسیحی لوگ آکر ان غریبوں کو انسانوں کے زمرہ میں شامل نہ کرتے تو ہندوؤں کو کیا پڑی تھی کہ ان کی ہمدردی کا نام لیتے۔ چنانچہ آج آریہ سماجی و دیگر ہندو اصحاب جو اچھوتوں کی بہبودی کے مدعی بنے ہوئے ہیں وہ صرف یہی ایک دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمان یا عیسائی ہو جائینگے اور جو حوالہ آریہ گزٹ کا اوپر درج ہؤا وہ آریوں و ہندوؤں کی محبت کا مظہر ہے۔ ہم نے آج تک کبھی کسی ہندو کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اچھوت انسان ہیں ان کو انسان ہی سمجھو۔ بلکہ جب پڑھا یا سنا۔ تو بس یہی کہ اچھوتوں کو عیسائی اور مسلمان بننے سے بچاؤ۔ اچھوتوں سے ان کی ہمدردی کا دارومدار صرف اسلام و مسیحیت سے ضد و دشمنی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں مسیحی دین کی آمد سے پیشتر اچھوت سدھار کا نام ہندوؤں نے نہیں لیا؟

شدھی کے بعد اچھوت لوگوں کی حالت

جو ہوتی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اچھوتوں سے ہمدردی محض کسی غرض پر مبنی ہے۔ چنانچہ ہندوؤں کے اندر سوال پیدا ہؤا ہے کہ شدھ شدہ لوگوں کا ورن کیا ہو۔ اس پر خوب جھگڑا ہؤا۔ آخر فیصلہ ہؤا کہ ان کو ایک پانچواں ورن دیا جائے۔ بات صرف اتنی ہے کہ سوراجیہ کے وقت یہ لوگ بھی ہندوؤں کو ووٹ دیں جب اچھوتوں میں اپدیشک جاتے ہیں تو وہاں اپدیش کسی وید کا نہیں دیا جاتا۔ بلکہ یہ کہ ہم تم کو کنوؤں پر چڑھا دینگے۔ یعنی شدھ ہونے کے بعد بجائے مذہب کے ان کو کنواں بخشا جاتا ہے اور لطف کی یہ بات ہے کہ یہ بھی ایک دھوکا ہے۔ کیونکہ اب ایک نئی تحریک جاری ہے۔ کہ اچھوتوں کو نئے کنوئیں بنوا دیئے جائیں۔ کیونکہ ثابت ہو چکا کہ عام ہندو شدھ شدہ اچھوتوں کو اپنے کنوؤں پر چڑھنے نہیں دیتے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آجتک ہندوؤں نے بحیثیت مجموعی

اچھوتوں کا کا خصوصی

الگ ہی رکھا ہے۔ ہندو کا نام زبانی تو اُن کو دیا ہی جاتا ہے۔ مگر یہ اب تک نہیں ہؤا کہ عام ہندوؤں اور اچھوتوں کے درمیان معاشرتی و تمدنی امتیاز نہ ہو یعنی اگر پنجاب کے چوہڑوں کو شدھ کیا گیا ہے تو میلا اٹھانے کا کام انہوں نے ترک نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اُن کا کام کرنے کو تیار ہے۔ و در حقیقت اچھوت ابھی تک اچھوت کے اچھوت اور عملی طور پر ہندوؤں سے الگ ہیں۔ بعض جگہ سکول اور صنعتی درسگاہیں اُن کے لئے بنائی گئی ہیں۔ مگر مذہبی درسگاہیں برائے نام بھی نہیں ہیں۔ دنیوی فوائد کے مصنوعی لالچوں سے اچھوتوں کو کہا جاتا ہے کہ تم کہو کہ ہم ہندو ہیں۔ مگر عام ہندوؤں سے اُن کو کسی قسم کی مساوات آج تک حاصل نہیں ہو سکی اگر

اسلام و مسیحیت ہند میں

نہ آتے تو ہندوؤں کو اچھوتوں کے سُدھار کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ اب خطرہ ہے کہ "ہمارے اچھوت مسلم یا عیسائی ہو جائینگے"۔ ہندو یہ تو چاہتے ہیں کہ اچھوت اچھوت ہی ہیں مگر وہ عیسائی نہ ہوں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "میں تو اچھوتوں کی موجودہ اوستھا کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ آجکل ان کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ ہم (یعنی ہندوؤں) نے ان کو مسلم اور عیسائیوں سے بھی نیچا درجہ دیا ہے"۔ (آریہ گزٹ ۳/۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

بات اتنی ہی ہے کہ ہندو نہیں چاہتے کہ ان کے سوائے کوئی اور مذہب ہند میں رہنے پائے اور اسی لئے وہ مسلم اور عیسائی لوگوں کو نیچا درجہ دیتے ہیں۔ مگر

مسیح آیا ہے

کہ ہند کے ان لوگوں کو "جن کو ہندوؤں نے مسلم اور عیسائیوں سے بھی نیچا درجہ دیا ہے"۔ معزز انسانوں کا درجہ عطا کرے۔ کیونکہ مسیح میں یہودی ہے نہ یونانی۔ نہ غلام نہ آزاد نہ مرد نہ عورت کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو"۔ (گلتیوں ۳: ۲۸) ہم نے کیا یہودی کیا یونانی کیا غلام کیا آزاد ایک ہی روح سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ پایا اور ہم کو ایک ہی روح سے پینے کو دیا گیا"۔ (۱ کرنتھیوں ۱۲: ۱۳)

پس اچھوتوں کو ساہوں کی غلامی سے آزادی بخشنے اور سب سے "نچلے درجہ" سے نکال کر شریف انسانوں کے مساوی حقوق دعوت دینے کے لئے مسیح آیا اور اس نے صلائے عام دی کہ

"اے تم سب لوگو جو تھکے اور بڑے بوجھ سے لدے ہو سب میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دونگا"۔ (متی ۱۲: ۲۸)

"جو پیاسا ہے آئے۔ اور جو چاہتا ہے سو آبحیات مفت لے"۔ (مکاشفہ ۲۲: ۱۷)

مسیح ذات پر فخر کرنے والے اور خود کو دوج اور دوسروں کو شودر کہنے والوں سے صاف صاف کہتا ہے کہ

"تم میں ایسا نہ ہو بلکہ جو تم میں بڑا ہوا چاہے تمہارا خادم ہو اور جو تمہارا سردار ہوا چاہے وہ سب کا نوکر ہو۔ کیونکہ ابن آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔

اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے۔ (متی ۱۱ باب ۴۴ و ۴۵)

پس مسلم و عیسائی اچھوتوں کو انسانیت کے پورے حق حقوق دینے کے لئے اس وجہ سے کوشش کرتے ہیں۔ کہ اسلام و مسیحیت ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ پر کسی کی سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آئی کہ ہندو آریہ صاحبان نے اسلام و مسیحیت کے اس راست طرز عمل کو کیوں اپنی پریشانی کا باعث بنالیا ہے؟ کیا اسلام و مسیحیت آریہ بھائیوں کی نظر میں اس وجہ سے باعث نفرت ہے کہ وہ ۶ کروڑ بنی آدم کو جو حقوق انسانی سے ہزاروں برس سے محروم چلے آتے تھے مساوات دیتی ہیں؟ اگر آریہ دوستوں کے نزدیک اسلام و مسیحیت کا یہی جرم و قصور ہو تو خیر۔ پھر آریہ دوست ان دونوں مذاہب کا جس قدر شکوہ کریں اتنا کم ہے۔

خان

علی گڑھ میں مسلم مستورات کی کانفرنس

مسلمان مستورات کی انجمن کے اجلاس میں عطیہ بیگم اور آبرو بیگم نے پرزور تقاریر کیں اور کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مجلسی پابندیوں کو دور کر دیں۔ چونکہ یہ ان کی ترقی میں رکاوٹ ثابت ہو رہی ہیں بعد میں کانفرنس نے متعدد تجاویز پاس کیں۔ جن میں سے ایک تجویز میں درج تھا کہ یہ کانفرنس پرزور طور پر اعلان کرتی ہے کہ یہ مستورات کا پیدائشی حق ہے کہ وہ تمام کانفرنسوں اور جلسوں میں شامل ہو کر آدمیوں کے برابر حصہ لیں یہ کانفرنس ان لوگوں کی زبردست مذمت کرتی ہے۔ جنہوں نے ۲۹ دسمبر کو جوبلی ہال میں منعقدہ تعلیمی کانفرنس میں حصہ لینے سے مسلمان مستورات کو محروم رکھنے کی کوشش کی۔ (عام)

بچوں کے واسطے کہانی

ہم مس لعل چند صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے بچوں کے لئے یہ کہانی لکھی جسے ہم خوشی سے درج اخبار کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

پہلا کرسمس ٹری

کرسمس ٹری ہمیشہ ایک سدا بہار درخت کا ہوتا ہے مثلاً صنوبر۔ بلوط۔ دیودار یا کوئی اور ایسا درخت۔ ہمارا دل ایسا خوشی سے بھر جاتا ہے جب ہم اس پر موم بتیوں۔ چمکیلے تاروں کی روشنی دیکھتے ہیں اور اس کے خوبصورت پھلوں کو دیکھتے ہیں۔ ایسے عمدہ پھل جن کو ہر ایک بچے نے دیکھا ہے۔ چھوا ہے اور چکھا بھی ہے۔ وہ کیا ہیں؟ وہ پھل طرح طرح کی بخششوں کا پھل ہے اگرچہ تم نے اس پھل کو اس درخت پر سے جمع کیا ہے۔ لیکن شاید بہتوں کو معلوم نہیں کہ یہ انعاموں کا پھل اس قسم کے درخت پر کیوں لگاتے ہیں۔ پس آج تم کو بتاؤں گی۔

کہتے ہیں کہ ایک دور ملک میں ایک چھوٹی یتیم لڑکی نے سردی کے موسم میں شام کے وقت ایک نہایت گھنے جنگل میں اپنا راستہ کھو دیا۔ یہ دن بڑے دن کی شام تھی۔ سخت سردی کا دن تھا۔ برف کثرت سے پڑی ہوئی تھی جس کے سبب سے تمام جگہ سفید ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اس زور سے چل رہی تھی کہ تازی برف کو اڑا کر ادھر ادھر بکھیر کر اس کے ڈھیر بنا رہی تھی اور ٹنڈ منڈ درخت برف سے ڈھکے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کہ جن بھوت لائن باندھے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے کھڑے ہیں۔ سوائے ان ڈراؤنے درختوں کے اور کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ جوں جوں اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ بیچاری لڑکی سردی سے اکڑی جاتی تھی۔ اس کے بدن پر صرف ایک پھٹا ہوا کپڑا تھا اور بے رحم ہوا اس کو بھی اڑائے لئے جا رہی تھی۔ جب بالکل اندھیرا چھا گیا وہ لڑکی کچھ دور جا کر سردی کے سبب بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور اسی حالت میں وہ چند گھنٹے پڑی رہی اب برف زور سے پڑنی شروع ہو گئی اور ہوا بند ہو گئی۔ کچھ دیر میں لڑکی کو ذرا ہوش آیا اور سخت بیتابی کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ شاید کوئی پناہ کی جگہ مل جائے جہاں وہ رات کاٹ سکے۔ اس کی خوشی کی کوئی حد نہ تھی جب اس نے دور سے ایک بتی کی روشنی کو دیکھا جس کو وہ دیکھ کر خوش ہوئی۔ وہ یتیم لڑکی گرتی پڑتی ٹھوکریں کھاتی ہوئی اس جگہ تک جا پہنچی جہاں سے یہ روشنی آ رہی تھی وہ ایک چھوٹی جھونپڑی تھی جس کی ایک چھوٹی سی کھڑکی میں سے یہ بتی نظر آ رہی تھی۔ یہ جھونپڑی ایک غریب آدمی کی تھی جو کہ جنگل میں سارا دن سرکار کی لکڑیاں کاٹا کرتا تھا۔ اس چھوٹی لڑکی نے دروازے کے قریب آ کر دبی آواز سے کہا خدا کے واسطے مجھے آج رات کے لئے اتنی جگہ دے دو جہاں میں آرام سے بیٹھ سکوں اور کچھ کھانے کے واسطے بھی دے دو۔ کیونکہ میں بھوک سے مری جا رہی ہوں۔ اس آدمی نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کا دل چھد گیا اور اس کو اس پر بہت ہی رحم آیا۔ سو وہ اس لڑکی کو اندر لے گیا اور اس کو اپنی کرسی پر آگ کے سامنے بٹھایا اور اس کے اوپر اپنا بڑا کوٹ ڈال دیا اور اس کے ہاتھ پاؤں ملکر گرم کئے اور اندر جا کر دودھ کا

پیالہ گرم کر کے اُسکو پلایا اور اس کو اپنے ہی پلنگ پر سُلا دیا اور خود ایک کُرسی پر بیٹھ کر پڑھنے لگ گیا تھوڑی دیر میں ایک نہایت ہی عجیب واقع ہوا۔ ایک دم ہوا تھم گئی اور کمرے کی ہوا گرم ہو گئی اور باہر سے نہایت ہی سریلے گیتوں اور طرح طرح کے باجوں کی آوازیں آنے لگ گئیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ تمام جنگل کے پرندے گا رہے ہیں لیکن اس سے بڑھ کر ایک حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ فقیر لڑکی اکیلی نہ تھی اس کے پاس ایک اور خوبصورت بچہ نہایت ہی چمکیلی پوشاک جس پر ستارے اور خوبصورت موتی لگے ہوئے تھے پہنے کھڑا تھا وہ آدمی سخت خوفزدہ ہو گیا۔ لیکن وہ جلالی بچہ اُس کے نزدیک آ کھڑا ہوا اور کہا تجھ پر اور تیرے گھر پر سلامتی ہو کہ تو نے ایک بے گھر لڑکی کو گھر دیا ہے وہ بھوکی تھی تم نے اُس کو کھانا دیا ہے ننگی تھی کپڑا پہنایا ہے۔ یہ بچہ ہمارا خداوند یسوع مسیح تھا۔ اتنا کہکر اس نے ایک سدا بہار درخت کی ٹہنی جو کہ اس کمرے کی انگیٹھی پر پڑی تھی لی۔ اس جھونپڑی کے ایک کونے میں گاڑ دی اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر اس پر برکت دی یہ کہکر وہ غائب ہو گیا۔ وہ آدمی جلدی سے دوسرے کمرے میں چلا گیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو بلا لایا اور انکو تمام ماجرا کہہ سنایا۔ تب اس کے چھوٹے لڑکے نے کہا کہ باپ یہ ٹہنی جو اُس نے گاڑی ہے اس کا ضرور کوئی مطلب ہے سو اسکو کوئی ہاتھ نہ لگائے اور ایسا ہوا کہ جب وہ صبح اُٹھے تو اُنہوں نے اسکو ایک بڑا درخت پایا اور اُسکے اوپر طرح طرح کے انعام لٹک رہے تھے۔ تب سے اس گھر میں ایک عجیب طرح کی خوشی بستی تھی۔ کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے خود اس غریب گھر کو اپنی مبارک حضوری سے برکت دی تھی اور کرسمس ٹری کی ابتدا اسی واقعے سے ہوئی

اے۔ ایچ۔ لعل چند

روزِ فرخندہ جانفزا (مولودِ مقدس) مبارک باد

آج عالم میں مسیحائے زماں آتے ہیں
رونق افزا و شمعِ بزمِ جہاں آتے ہیں

کسی مسیحی کی عیدِ ولادتِ مسیح کی خوشی وشادمانی ۲۵ دسمبر کے دن ہی محدود نہیں ہے۔ خداوند کے عاشق اُسکی آمد کی خوشی میں ہمیشہ خوش رہتے ہیں مضمون ہذا گذشتہ نمبروں میں جگہ نہیں پا سکا اس لئے ناظرین کرام کے فائدے کے لئے اسے اس نمبر میں درج کرتے ہیں۔ قوی امید ہے کہ ہمارے دوست ان خیالات کی قدر کرینگے جو مسٹر ساؤسن نے اس مضمون میں ظاہر فرمائے ہیں۔ ایڈیٹر

پیارے محترم احباب و نکتہ سنج ہمنشیں صاحبان!

۲۵ دسمبر کا دن وہ مبارک اور خوشی کا دن ہے جسکی انتظاری اب سے ۲۰۰۰ برس پیشتر ہو رہی تھی اور جسکی نسبت ہر ایک چھوٹے بڑے نبی نے اپنے خداوند حقیقی کی لطف وعنایات بے نہایات سے ملہم ہو کر بمقدار و بوجہ علم و فضیلت اپنے اپنے مقدس صحیفوں یعنے یسعیاہ۔ دانی ایل میکا وغیرہ وغیرہ میں الہام فرمائے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔

صاحبان جسکی انتظاری نہ صرف نبیوں کو بلکہ تمام معتقد اور خدا پرست ایمانداروں کو ماہی بے آب کی طرح بے قرار کر رہی تھی۔ اس انتظاری اور بے قراری کو طرزِ تحریر میں لانے کا جامہ پہنایا جائے تو طوالت کا اندیشہ ہے۔ اور اگر سچ پوچھئے تو اس ساٹھ سالہ عمر میں اب کیا کچھ کر سکتا ہوں بمصداق اس شعر کے ؎

فکرِ معاش۔ ذکرِ خدا۔ یادِ رفتگان
دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے

ہاں صرف اتنا عرض کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ یہ دن وہ مسعود دن ہے جس میں ہمارے سچے خداوند یسوع مسیح نے تولد فرمایا ہے اور دنیا کی تاریکی کو اپنے پاک نور سے منور کیا ہے۔ اس دن جس قدر خوشی اور فرحت بخش دن تصور کیا جاوے۔ تھوڑا ہے۔ کیونکہ بمصداق ان شعروں کے ؎

ہُوا آج وہ بطنِ مریم سے پیدا
جو افضل ہے اعلیٰ ہے بالا ہے سب سے
مبارک مبارک مبارک مبارک
نکلتی صدا ہے یہی سب کے لب سے

مگر یاد رہے کہ یہ خوشی جسمانی نہ ہو بلکہ روحانی پسند خدا ہو۔ یہی دن نہ صرف بنی آدم کی گم گشتگی کا دن ہے۔ بلکہ جمیع خلقت کی بحالی کا دن ہے جو کہ آدم کے گناہ کے باعث منہدم ہو چکی تھی۔

اس مبارک اور مقدس دن کے لئے تشنگانِ خدا بھی حسرت بھری نگاہ سے منتظر تھے کہ وہ دن کب آئیگا کہ نجات دہندہ دنیا میں آئیگا اور گنہگاروں کی شکستہ کشتی جو گرداب کے تھپیڑوں سے مخالف ہوا کے باعث غوطے کھا رہی تھی بادِ شرطہ سے بدلیگا۔ نیز

یہ وہی دن ہے جس کے واسطے قومِ یہود بھی جس میں منجی جہان نے مجسم ہونا تھا منتظر تھی کیونکہ ان پر دنیا کی تکالیف اور مصائب دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے تھے۔ گویا ان کی حالت تنزل کی تھی۔ اُن کی سلطنت نیست و نابود ہو چکی تھی۔ وہ ہر طرح سے ذلیل ہو چکے تھے اور ان کی انتظاری اور بے قراری اس حد تک پہنچ گئی تھی

کہ وہ بخت اس امر کے خواہاں تھے کہ منجی جہان دنیا میں آئے اور ہماری ڈوبتی ناؤ کو سہارا دیکر ہمیں کنارے پر صحیح سلامت پہنچائے۔ گو وہ انتظاری کرتے کرتے بیدل بھی ہو گئے تھے کہ خداوند کے طلوع ہونے کا زمانہ ہنوز پورا نہیں ہوا تھا۔ مگر جب زمانہ مصائب کا ختم ہوا اور دنیا خدا کے سامنے اپنی حکمت سے بحالی کا درجہ نہ پا سکی تب خدا نے اپنی قدیمی وعدہ کو یاد فرمایا اور اپنے پیارے بندوں کی پیشینگوئیوں کے حرف بحرف پورا کرنے کے وقت کو وقوع میں لایا۔ یعنے عین وقت پر ابن خدا ابن آدم بن گیا۔ اے زمین تو اس وقت خوشی کا نعرہ مار کہ تیری نجات کا دن آپہنچا ہے۔

یہ وہی نجات دہندہ ہے جو شہر بیت اللحم میں پیدا ہوا تھا اور چند عاقل مجوسی بپایہ ربانی اور بہدایت ستارۂ آسمانی مسیح کی پرستش کو پورب سے یوں پوچھتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے کہاں ہے؟

واہ کیا خوشی اور گُلِ خزان دیدۂ بلبل زن ہو جس کی خوشی میں ملائک بھی گردوں پر ثناخواں ہیں تمام عالم کی حالت مبدل ہو گئی۔ یعنے موت نے زندگی سے لعنت نے برکت سے بدبختی نے خوش حالی سے ظلم نے رحم سے بے انصافی نے عدل سے قہر و جنگ نے فضل و صلح سے اور دوزخ نے خلد بریں سے تبدل فرمایا۔

واہ کیا گھڑی نمودار ہوئی ہے کہ خدای قادر ابدیت کا باپ کو نین کا شہزادہ یعنے یسوع مسیح جس میں نور الٰہی کا جاہ و جلال چمکا بصورت انسانی میں نمودار ہوا۔ اس نے نہ کسی شہنشاہ زماں کے گھر میں نہ کسی امیر کی آرامگاہ میں پرورش پائی۔ بلکہ ایک غریب بے زر نجار کے گھر پیدا ہوا اور آج بیکسی کی حالت میں بیت اللحم کی سرائے کی چرنی میں موجود ہے۔ یہ وہی مسیحائے زماں ہے۔ یہ وہی رونق افزا شمع بزم جہاں ہے جسکو آج گو کوئی انسان نہیں دیکھ سکا۔ لیکن آسمانی فوجیں بھی چرنی میں خوشی سے پرے باندھے کھڑی ہیں اور پھولے نہیں سماتیں۔ ہم کیا اور ہماری بساط کیا۔

ہاں اخیر پر میں اسقدر مستدعی ہوں کہ ہم سب کو خدا جانے یہ دن پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔ بمصداق اس شعر کے ؎

کچھ بھروسہ نہیں ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

سب ملکر اپنے اپنے معبدوں میں اس سچے نجات دہندہ کی تعریف میں گیت گائیں۔ خوشیاں منائیں جسب مقدور یتیموں۔ بیکسوں یا محتاجوں کی حاجت روائی کریں۔ لو میں اب اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا حافظ۔

نفتالی سالومن

کمال پاشا کو جنگ کرنا پڑیگا

ڈیلی منسٹر گزٹ کے نام انگورہ سے ایک پیغام مظہر ہے کہ فیصلہ موصل کے باعث جس علاقہ کا نقصان ہوا ہے اس کا اس نقصان سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا جو خود انگورہ میں مصطفےٰ کمال کے اثر و رسوخ کو پہنچ رہا ہے۔ مصطفےٰ کمال کی گورنمنٹ کو اس وقت ترکی میں سخت اضطراب کا سامنا ہے۔ اور اسے اپنے رسوخ و اقتدار بحال کرنے اور اپنے ملک میں انقلاب روکنے کے اعلان جنگ کرنا پڑیگا۔ بولشویک شروع اور وعدہ مدد کر رہے ہیں۔ (عام)

پنجاب میں نئی قسموں کی کپاس کی کاشت میں حیرت انگیز ترقی

امریکن اور دیگر نئی قسموں کی کپاس سے زمینداروں کو اڑھائی کروڑ روپیہ کا زاید منافع ہوا

محکمہ زراعت کی طرف سے اعلیٰ قسم کی کپاس کی بہم رسانی کا انتظام

پنجاب میں کپاس کی کاشت حیرت انگیز ترقی کر رہی ہے۔ محکمہ زراعت کی کوشش سے اعلیٰ قسم کی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ جو اپنی نفاست کی وجہ سے بہت مقبول عام اور زراعت پیشہ طبقہ کے لئے کثیر منافع کا موجب ہے۔ سنہ ۱۹۲۴-۲۵ء میں دیسی ریاستوں کو چھوڑ کر صوبہ پنجاب میں ۲۴۲۳۲۸ ایکڑ اراضی میں کپاس کاشت کی گئی۔ یہ رقبہ گذشتہ فصل کپاس کے مقابلہ میں ۲۷ فیصدی زیادہ تھا اس میں سے ۶۰۳۵۱۳ ایکڑ زمین صرف امریکن کپاس کے لئے وقف تھے۔ سال گذشتہ کے مقابلہ میں امریکن کپاس کا رقبہ ۷۵ فیصدی زیادہ تھا۔ ذیل کے اعداد و شمار سالگذشتہ کی فصل کپاس کے متعلق خاص طور پر دلچسپ ہیں۔

	رقبہ	[illegible]
امریکن	فی ایکڑ	[illegible]
	مقدار مجموعی	[illegible]
	مقدار قیمت	[illegible]
	رقبہ	[illegible]
دیسی	مقدار مجموعی	[illegible]
	مقدار قیمت	[illegible]

دیسی اور امریکن کپاس کا مقابلہ

سال زیر رپورٹ ۴ ایف امریکن کپاس کا نرخ ۲۶ روپے من تک پہنچ گیا تھا اور ۲۴ روپے من کا نرخ تو عام طور پر رہا۔

۲۸۵ ایف قسم کی کپاس کی انتہائی قیمت ۲۸ روپے فی من تھی جو ۴ ایف قسم کی کپاس سے اوسطاً ۲ روپے فی من کے حساب سے زیادہ تھی دیسی کپاس کا بھاؤ عام طور پر ۴ ایف امریکن کے مقابلہ میں بالعموم ۵ روپیہ سے ۸ روپیہ فی من کمتر رہا۔ یہ فرض کر لینا قرین قیاس ہے کہ ایک ایکڑ زمین میں ۶ من کپاس پیدا ہوئی اور امریکن کپاس کا بھاؤ دیسی کے مقابلہ میں ۷ روپیہ فی من زیادہ تھا گویا دیسی کی بجائے امریکن کپاس کی کاشت سے کسانوں کو ۴۲ روپیہ فی ایکڑ زاید منافع ہوا۔ صوبہ میں امریکن کپاس کا رقبۂ کاشت ۶۰۳۵۱۳ ایکڑ تھا۔

زمینداروں کو اڑھائی کروڑ روپیہ کا زاید منافع

اس حساب سے کسانوں کو اڑھائی کروڑ روپیہ کا زاید منافع ہوا۔ امریکن کپاس کے بیج محکمہ زراعت کی طرف سے ہر سال فروخت کئے جاتے ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں ان کی مانگ اس قدر تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ کے اندر پروفیسر زراعت نے ۱۶۲۲۳ من اور ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت گورداسپور نے ۹۱۷۹ من بیج فروخت کروائے یہ بیج ۲ لاکھ ایکڑ اراضی کے لئے کافی تھے۔ بانسی سرکل میں صرف ضلع فیروزپور ایسا ضلع ہے جہاں امریکن کپاس کی کاشت خوب ہو سکتی ہے۔ یہاں ۴ ایف کپاس کی کاشت کا رقبہ ۱۲۰۰ ایکڑ اور ۲۸۵ ایف کپاس کا رقبہ ۱۵۰ ایکڑ تھا مذکورالذکر رقبہ کے لئے سرکاری بیج دیئے گئے علاوہ ازیں ۲۷۶۰ ایکڑ زمین میں ایسی کپاس کاشت کی گئی جس کے بیج نوآباد منڈیوں سے حاصل کئے گئے تھے۔ ۱۹۲۴ء کی فصل خریف میں ۴ ایف اور ۲۸۵ ایف کپاس کا رقبۂ کاشت بانسی سرکل میں ۳۰۰۰۰ ایکڑ ہے۔

اعلےٰ قسم کی کپاس سے منافع کی مقدار

رپورٹ سے ظاہر ہے کہ اعلےٰ قسم کی کپاس سے کسانوں کو کثیر منافع حاصل ہو سکتا ہے مثلاً کانول پور میں مسٹر کانول نے ۱۰۰۰ ایکڑ اراضی میں کپاس کی کاشت کی اس میں سے ۵۰۰ ایکڑ میں ۴ ایف اور باقی ۵۰۰ میں ۲۸۵ ایف قسم کی کپاس لگائی گئی اور جب اس کپاس کو فروخت کیا تو مسٹر کانول کو ۲۸۵ ایف کپاس سے ۴ ایف کپاس کے مقابلہ میں ۱۵ ہزار روپیہ کا زاید منافع ہوا اور اگر ۱۰۰۰ ایکڑ کے کل رقبہ میں صرف ۲۸۵ ایف کپاس کی کاشت کی جاتی تو اُن کو ۳۰ ہزار روپیہ زاید منافع ہوتا۔ مسٹر کانول کی زمین بھی دوسرے درجہ کی تھی۔ لیکن مذکرہ صدر اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین خواہ دوسرے درجہ کی بھی ہو۔ اعلےٰ انتظام اور محنت سے کپاس نہایت اچھی پیدا ہو سکتی ہے۔ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا کہ کپاس کی آمدنی کا کس قدر انحصار کپاس کی "قسم" پر موقوف ہے۔

کپاس کی قسم	فی ایکڑ مجموعی آمدنی	مولی سوتی کپاس کے مقابلہ میں زاید آمدنی
۲۸۵ ایف امریکن	روپیہ ۳۵۲	روپیہ ۵۸
۴ ایف امریکن	۳۱۹	۲۵
مولی سوتی	۲۹۴	

اعلےٰ قسم کی کپاس کے بیج کی بہم رسانی کا سرکاری انتظام

گذشتہ سال امریکن کپاس کا بھاؤ دیسی کپاس کے مقابلہ ۵ سے ۸ روپیہ فی من زیادہ تھا۔ جب کسان منڈیوں میں امریکن کپاس خرید کرنے کے لئے جاتے ہیں تو بعض اوقات ان کو خالص جنس نہیں ملتی۔ اگر ۱۰ من امریکن کپاس میں دیسی کپاس ملا دی جائے تو زمیندار معلوم نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔ اب محکمہ زراعت نے یہ انتظام کیا ہے کہ علیحدہ علیحدہ ضلعوں میں امریکن کپاس کی خالص نوعیت کے متعلق صحیح اعداد و شمار حاصل کئے جائیں۔ اگر زمیندار لوگ امریکن کپاس کو براہ راست پارچہ بافوں کے پاس فروخت کریں تو اُن کے منافع میں انتہائی اضافہ ہو سکتا ہے۔

(از محکمہ اطلاعات پنجاب لاہور)

فیصلہ موصل کے متعلق انگورہ کی اطلاعات مظہر ہیں کہ کمال پاشا صلح کے حق میں ہے۔ لیکن ایک جنگی پارٹی موجود ہے۔ جو ۱۹۲۳ء کے ترکی معاہدہ پر مکمل عملدر آمد کا مطالبہ کرتی ہے۔

(عام)

نوروز

فخر ہے پچھلے سن کا نوروز کی خوشی ہے
ہے اسکی آمد آمد اس کی رواروی ہو
کس کا خیال ماتم کس کی خوشی رچا ہے
آنسو تو آنکھوں میں ہیں اور ہونٹوں پر ہنسی ہو
بارہ مہینے جیسے بیتے وہ کیا بتائیں
سو دردوں سے مرے پر خاموشی ہی بھلی ہو
ناکردنی میں شاغل اور کردنی سے غافل
ان دو تناقضوں میں کیسی کشاکشی ہے
کپڑا غذا تنفس برسات سردی گرمی
ہر فصل کے مطابق ہر شے ملا ہی کی ہو
روحانی آزمایش تکلیف دہ ہوئی جب
تب فضل نے سنبھالا اور آئی آشتی ہو
بچ جاتی روح کوئی وہ موقع ہم نے کھویا
خدمت کا داؤں پا کر کس طرح ٹلا دی ہو
گرچہ میں تن سے حاضر پر دل سے غیر حاضر
کیسی تناقض یہ ۔ یہ کیسی دو دلی ہے
اس پر بھروسہ رکھ کر سب کچھ میں کر سکونگا
کمزور تو ہوں لیکن اس کی مدد قوی ہے
بے ناؤ کوئی کیسے دریا کے پار اترے
اس کی کلیسیا میں رہنا ضروری ہے
اس سال میں خداوند تو جو اسکو بخشے
توفیق خیر مقدم منت یہ ملتجی ہے

کمینہ ارناتھ ۔ مسیح

ایران کے نئے بادشاہ رضا خاں کی تاجپوشی کی رسم ملتوی ہوگئی ہے ۔ اور یہ اب تاجپوشی مارچ میں ہوگی ۔

خبریں

سیالکوٹ کے ایک لائق سرگرم کانگریسی وکیل سردار حضورا سنگھ صاحب نے فاقہ شروع کیا ہوا ہے جسکو آج ۲ جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کو ۲۰ یوم ہوگئے ہیں اور ساتھ ہی سردار صاحب روز جلاب بھی لیتے ہیں اور دو میل صبح پیدل سیر بھی کرتے ہیں ۔ سردار صاحب پرانے کام کرنے والوں میں سے ہیں جبکہ سنہ ۱۹۰۷ء میں لالہ لاجپت رائے جی ۔۔ اور سردار اجیت سنگھ صاحب جلاوطن ہوئے تھے ۔ اس وقت سردار صاحب سیالکوٹ شہر کے لیڈر تھے ۔

(رشید سے ماخوذ)

تھانیسر میں چیچک وبائی صورت میں پھیل رہا ہے ۔ اس لئے تھانیسر جانے والے اصحاب کو پہلے چیچک کا ٹیکہ کرا لینا چاہئے ۔

(منظفر خاں ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب)

(،،)

پنجاب ٹمپرنس فیڈریشن کے زیر اہتمام ماسٹر سنت سنگھ آنریری سکرٹری تھا پارٹی نے ماہ دسمبر میں ۲۵ مقامات کا دورہ کیا ۔ لوگ لیکچروں میں بڑی تعداد میں شامل ہوتے رہے ۔

(،،)

کلکتہ ۵ جنوری گذشتہ سنیچروار کو مہاراجہ ناٹور کا سورگباش ہوگیا ۔ وہ اپنی موٹر سے اتر کر سڑک پر چند قدم ہی چلے تھے کہ ایک اور گاڑی آکر ان پر چڑھ گئی ۔ جس سے وہ سخت زخمی ہوئے اورکر جانبر نہ ہوسکے ۔ (،،)

ینگ کرسچین ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے ۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانیکی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے ۔ شرح خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات ۱۲ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اسکے علاوہ ہے ۔ بوجہ بہتر انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہوسکتے ہیں ۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی ۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں [illegible] تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں ۔

بیرنگ ہائی سکول ٹبالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اسکے متعلق ہوا دار بورڈنگ ہاؤس خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشوضع تالاب اور عبادت کے لئے ایک گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں ۔ اسکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں ۔

المشتہر :۔ پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ ۔ ضلع گورداسپور

ایک مکالمہ

یہ مکالمہ ہمارے افسرالشعرا حضرت منت نے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں بلکہ امرِ واقعی کا بیان معلوم ہوتا ہے۔ جسے ہم ناظرین کرام کی ضیافتِ طبع کے لئے درج اخبار کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخشا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

کس طرح ایک مناظر محبت کے جال میں پھنسکر آخر خداوند کے قدموں میں پہنچایا گیا اور نجات پائی۔

ایک واعظ سر بازار آیت مندرجہ عنوان پر وعظ فرما رہے تھے کہ ناگہاں سامعین میں سے ایک مناظر آگے بڑھ کر کہنے لگا۔

جناب یہ تو فرمائے کہ خدا کے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

واعظ - پیارے بھائی اگر آپ میرے ایک سوال کا پہلے جواب دیدیں تو پھر میں بھی ثابت کرونگا کہ خدا کے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم گنہگار ہو؟

مناظر - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدا کو کیا غرض آپڑی کہ اپنا بیٹا دیدے

واعظ - اگر آپ گنہگار ہیں تو گنہگاری سے بچنے کے لئے کیا تدبیر سوچی ہے۔

مناظر - کیا خدا کا بیٹا ہمارے عوض مر سکتا ہے۔

واعظ - جب آپ گنہگاری کی حالت میں خدا کے حضور جاوٴگے تو کیا جواب دوگے۔

مناظر - میں گناہ کروں اور میرے عوض خدا کا بیٹا سزا پائے یہ ناممکن ہے۔

واعظ - کیا اس پیغام میں کہ خدا نے جہان کو پیار کیا آپ اپنے کو مخاطب سمجھتے ہیں۔

مناظر - ایمان لانے سے کیا ہو سکتا ہے۔

واعظ - اگر اس پیغام میں آپ اپنے کو سمجھتے ہیں تو یقیناً خدا آپ کو پیار کرتا ہے۔

مناظر - خدا گنہگاروں کو نہیں بلکہ راستکاروں کو پیار کرتا ہے۔

واعظ - خداوند فرماتا ہے کہ میں راستوں کو نہیں بلکہ ناراستوں کے بچانے کو آیا ہوں۔

مناظر - ہر ایک آدمی حسب توفیق راست یا ناراست ہو

واعظ - لیکن اے عزیز کیا آپ راست ہیں؟

مناظر - میں اپنے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتا۔

واعظ - جو خداوند پر ایمان لاتا ہے وہ کبھی شرمندہ نہ ہوگا۔

مناظر - وہ خداوند کون ہے میں اُسے کیا دیکھ سکتا ہوں

واعظ - قبل ازیں یہی سوال ہو چکا ہے۔

مناظر - یہی بس ہے کہ آپ اُسے دکھا دیں۔

واعظ - لب ببند و چشم بند و گوش بند

گر نہ بینی سرِ حق بر من بخند

مناظر - اے صاحب میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ جیسے بھی ہو۔

واعظ - آؤ اور دیکھو۔

مناظر - تشریف لے چلئے۔

واعظ - مناظر کو ہمراہ لیکر اپنے گھر پر گیا اور دعائیہ کمرہ میں اُس کے ساتھ گھٹنوں پر جھک کر یوں دُعا کی۔

اے خداوند دنیا کو پیار کرنے والے فلک الافلاک سے اُترنے والے تو نے گنہگاروں کو خاصکر اس بھائی کو ایسا پیار کیا کہ اس کے لئے صلیبی موت گوارا کی میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ اسکی آنکھوں سے چھلکے گرا اور اپنی صلیبی دکھ بھری شبیہ اسکو دکھا بلکہ ش کر وہ کلوری پر تیری اس تصویر کو جو صلیب پر دونوں ہاتھ پھیلائے فی الحقیقت اُسے گود میں لینے کو تیار ہے اسے دکھا دے اسکی روح کو بچا دے۔

اتنا کہنا تھا کہ مناظر خود بول اُٹھا کہ اے خداوند مجھے بچا اور اُسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس کے چہرہ سے خوشی اس طرح ٹپکنے لگی جیسے پتوں پر سے اوس کے قطرہ زمین پر گرتے ہیں۔

اُس نے رویا میں اُسے پایا۔

تب اُس نے اُٹھکر بپتسمہ پایا اور چلا گیا۔

اُس نے اپنا نام فضل رکھ لیا۔ ایک سال کے بعد وہ مجھے سادھوانہ لباس میں پھر ملا۔ ایک رات رہ کر پھر چلا گیا۔

اب نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے شائد خداوند کی محبت سے مجبور ہو کر اِدھر اُدھر دوسروں کو یہی آیت سناتا ہے کہ خدا نے جہان کو ہاں مجھکو بلکہ تجھ کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

کیہ ارتا تھا۔ منت۔

لاہوری احمدی دوستوں سے گذارش

سننے میں آیا ہے کہ تقدس مآب جناب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی بجائے اور لاہوری احمدی صاحب رسالہ موسومہ بہ "ہبوطِ نسل انسانی" کا جواب لکھنے کی تکلیف اُٹھا رہے ہیں۔ کیا اس سے ہم یہ سمجھ لیں کہ تقدس مآب امیر جماعت احمدیہ لاہور رسالہ مذکور کا جواب دینے سے لاجواب ہو گئے ہیں؟ مگر جملہ اصحابِ جماعتِ احمدیہ لاہور کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ "ہبوطِ نسل انسانی" میں گناہ حضرت آدم پر براہِ راست تقدس مآب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے امیر جماعت احمدیہ لاہور سے بحث جاری ہو چکی ہے۔ لہٰذا جب تک مولوی صاحب ممدوح الصدر موجود ہیں کوئی اور لاہوری احمدی دوست اُس رسالہ کا جواب لکھنے کا حق نہیں رکھتا۔ ہاں مولوی صاحب اپنی معذوری کا علانیہ اظہار کر دیں تو ہر احمدی جواب لکھنے کا مجاز ہے۔ اگر لاہوری احمدیوں میں سے کوئی صاحب جواب لکھیگا تو وہ مولوی محمد علی صاحب کے لاجواب ہو جانے پر مُہر تصدیق ثبت کر دیگا۔ ہم مولوی صاحب کی توجہ بھی اس امر کی طرف دلانا چاہتے ہیں تا بعد میں اُن کو عذر کی گنجایش نہ رہ جائے جس طرح اُنہوں نے خود بخود اس بحث میں مداخلت کی تھی اسی طرح اب اُنہیں خود ہی سامنے آنا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کو یہ موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ اُنکی پوزیشن کو "ہبوطِ نسل انسانی" کا جواب دیکر نازک بنا دے۔ اگرچہ ہر ایک احمدی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مذہبی رسالہ کی تردید میں کچھ لکھے مگر جب مولوی محمد علی صاحب سے بحث شروع ہو چکی ہو تو آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے احمدی کو بولنے کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ اگر اس پر بھی تقدس مآب کی بجائے اُنکی جماعت کا کوئی اور شخص جواب لکھیگا تو وہ ہم سے جواب الجواب کی کوئی امید نہ رکھے۔ لہٰذا واجب جانکر یہ موقعہ عرض کیا گیا۔ م



اشتہار کتب

عالمگیر مذہب۔ از پادری بی۔ کے امر سد مغفور صاحب مرحوم۔ خواجہ کمال الدین صاحب احمدی مسلم مشنری دوکنگ نے ایک کتاب بنام "ینابیع المسیحیت" لکھ کر یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی تھی کہ مسیحی دین کا سرچشمہ قدیم مصری اور بابلی بت پرستی ہے۔ پادری صاحب نے اس کتاب میں ینابیع المسیحیت کا لاجواب اور دنداں شکن جواب دیا ہے۔ جو احمدیوں اور مسیحیوں دونوں کے مطالعہ کے لائق اور فائدہ کا موجب ہوگا صفحہ ۵۰ قیمت ۶

پُرانے عہدنامے کی کتابوں کا دیباچہ۔ جلد اول۔ اس میں پادری ٹی۔ ایل سکاٹ صاحب ڈی ڈی پرنسپل یو۔ پی تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ نے پیدایش سے آستر کی کتاب تک سوال و جواب کی صورت میں دیباچہ مرتب کیا ہے۔ مدارس علم الٰہی کے طالب علموں اور بائبل کا بغور مطالعہ کرنے والوں کے لئے فائدہ بخش نوٹ ہیں بڑی تقطیع مجلد صفحہ ۲۱۶ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

پاک کلام کے منظومی حصے۔ اس حصے میں مصنفین مذکورہ بالا نے ایوب۔ زبور۔ امثال۔ واعظ اور غزل الغزلات کی کتابوں کا دیباچہ سوال و جواب کے طور پر طلبائے سیمنری کا مسیحی استادوں۔ منادوں اور پاک کلام کے مطالعہ کنندگان کے لئے تیار کیا ہے۔ بڑا سائز۔ مجلد صفحہ ۲۴۰ قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

فردوس گمشدہ۔ از مسٹر بیٹے چرن صاحب صدا۔ یہ ملٹن کی مشہور کتاب "پیراڈائز لاسٹ" کا نظم سے سلیس اُردو نظم میں ترجمہ ہے اور اس قدر مقبول ہوا ہے کہ مشہور اہل قلم مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے اس کی تعریف و توصیف میں اُس کا دیباچہ لکھا ہے۔ نہایت عمدہ ادبی اور مذہبی لٹریچر ہے بڑا سائز ٹائٹل رنگین صفحہ ۔ ۱۲ قیمت عہ

فردوس بازیافتہ۔ از ایضاً۔ یہ ملٹن کی کتاب "پیراڈائز ریگینڈ" کا منظوم اور بامحاورہ سلیس اُردو ترجمہ ہے۔ جس نے اہل قلم اور ارباب علم سے خراج تحسین وصول کیا ہے اس میں ۳۰ ۱۷ شعر ہیں۔ رسالہ دلگداز مجریہ جنوری ۱۹۲۳ء میں عمدہ ریویو نکلا ہے صفحہ ۸۲ عہ

تصحیف التحریف۔ مصنفہ پادری مولوی سلطان محمد خان صاحب۔ اس کتاب میں آپ نے مسلمانوں کے اس اعتراض کو کہ بائبل بدل گئی ہے۔ قرآن۔ حدیث اور علمائے اسلام کے اقوال سے ایسا رد کیا ہے کہ بایدو شاید۔ مسیحیوں اور مسلمانوں دونوں کو ضرور اسے پڑھکر فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ لاجواب چیز ہے۔ ۱۶ صفحہ کا ضمیمہ کتاب کی خوبی کو دوبالا کرتا ہے صفحہ ۱۸۱ ۔ عہ

اثبات التثلیث فی التوحید۔ پادری عبد الحق صاحب نے اس رسالہ میں منطق اور فلسفہ کی زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اہلِ اسلام کا وحدت کا مفہوم غلط ہے اور مسیحی عقیدہ تثلیث فی التوحید درست ہے پادری صاحب کا نام ہی اس رسالہ کی عمدگی کی کافی دلیل ہے ۴ر

خاص آیتیں۔ بائبل کی ۱۰۱ منتخب آیتیں جو مسیحی دین کی تعلیم کے لئے ترتیب دی گئی ہیں اُردو ۳ پائی پنجابی ۳ پائی۔

خلافت۔ مسئلہ خلافت اسلامیہ پر مفید رسالہ ہے۔ صفحہ ۲۲ ۶ پائی۔

خدا کی ہستی۔ یہ کتاب انگلستان اور امریکہ کے مشہور عالمان علم الٰہی کی نادر اور مستند کتب سے تیار کی گئی ہے صفحہ ۱۵۲ ۔ ۸ر

خلاصۂ تعلیم عیسوی۔ بطور سوال و جواب مسیحی دین کی تعلیم دی گئی ہے صفحہ ۲۹ ۔ ۳ پائی۔ ملنے کا پتہ۔

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔اے مینیجر نور افشاں ایبرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔